داعیان دین کے لئے مواقع

رفیق منزل JUNE 2016 از: عادل مدنی—

انسانی سماج نے جیسے جیسے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ویسے ویسے اس کی مصروفیات اور ترجیحات و دلچسپیوں نے بھی کروٹ لی۔ یہ ترقی جہاں رحمت کا باعث بنی وہیں اسی ترقی کا غلط استعمال وبال جان بھی ثابت ہوا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انسانی سماج سے اخلاقی اور انسانی قدریں ختم ہونے لگی، جس کے سنگین نتائج جب سماج نے بھگتنے شروع کئے تو ان قدروں کو واپس لانے کے لئے مصنوعی کوششیں بھی کرنی پڑی اور اسی طرح کی منصوعی کوششوں میں ''ایام'' کے انعقاد کا اہتمام بھی شامل ہے۔ باپ سے محبت کی ترغیب کے لئے ''فادرس ڈے'' کا اہتمام، ماں سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے لیبر ڈے'' منایا ''یوم خواتین'' کا اہتمام، مزدوروں کے حقوق جتانے کے لئے— '' ''مدرس ڈے'' کا اہتمام، خواتین کی عزت واحترام کے لئے— جانے لگا۔ نوجوانوں کا دن ''یوتھ ڈے'' اور معمر افراد کی خدمت کے لئے '' اولڈ ایج پرسن ڈے'' وغیرہ منایا جانے لگا۔ پھر کارپوریٹ طاقتوں نے بھی اپنی مصنوعات کے فروغ کے لئے ویلنٹائن ڈے اور دیگر ایام کی بنیاد ڈالی اور شرک پر مبنی کلچر کے فروغ کے لئے ''یوگا ڈے'' کی بنیاد ڈالی گئی۔ ساتھ ہی ساتھ ادویات کے پیٹنٹ بنانے والے اداروں نے مختلف بیماریوں کی روک تھام کے دن منانے شروع کئے جس میں احتیاطی تدابیر کے ساتھ انکی

مصنوعات اور

ادویات کا تعارف بھی پیش کیا جانے لگا۔

انسان نے جب جب فطرت کے خلاف کام کیا تب تب اس کے خطرناک نتائج بھی دیکھے، غیر فطری طریقوں سے جنسی تسکین کے نتیجے میں مختلف قسم کے وائرس وجود میں آئے جو بھیانک بیماریوں کا سبب بنے پھر ان کے انسداد کے لئے الگ الگ یوم منائے جانے لگے، کچھ ملکوں نے آبادی پر قابو پانے کے لئے سخت قانون بنا کر عمل کیا تو چند دہائیوں کے بعد ہی ان کے پاس نوجوان کم اور بوڑھے زیادہ ہوگئے اور پھر اس عدم توازن کو دور کرنے کے لئے قانون میں ترمیم کرکے ڈھیل دینی پڑی۔ کچھ اسی طرح کی وجوہات تقریباً سبھی عالمی یا قومی ایام کے انعقاد کا سبب یا ضرورت بنیں ہے۔ جو قومیں فطری

۔ قدروں کو فراموش کر دیتی ہیں ان کو اس طرح کے ایام کا انعقاد کر کے قلوب کو جھوٹی تسلی دینی پڑتی ہے

راقم السطور قطعی اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ اس طرح کے ایام کا انعقاد شرعی اعتبار سے درست ہے یا نہیں اور نہ ان کے انعقاد سے کسی کو روکنا یا اس پر ابھار نا مقصود ہے بلکہ اس تحریر کے ذریعے فقط ملت اسلامیہ کو اس کے مقصد وجود کی تذکیر مطلوب ہے۔ نبی اکرمؐ کے بعد دعوت کی ذمہ داری امت محمدی پر ہے اور چونکہ اسلام دین فطرت ہے انسانوں کو انکی فطرت کی طرف واپس بلانے کے لئے اس کے پاس بہت کچھ ہے۔ ہمیں ایک داعی کی حیثیت سے یہ سوچنا چاہیے کہ ہمیں دعوت پہنچانے کے لئے کس کس پلیٹ فارم سے کون کون سے مواقع میسر ہیں اور عالمی ایام بھی چونکہ کارپوریٹ میڈیا کی ضرورت

ہے اسے ہر وقت اپنے کاذ سے متعلق خبروں کی ضرورت رہتی ہے۔ جس طرح نبی اکرمؐ نے دومتہ الجندل، ذولمجاز وعکاظ کے بازاروں میں لگنے والے میلوں کا استعمال دعوت کے لئے کیا ہمیں اپنے رسول کی اسی سنت سے حکمتوں کو سمیٹنے کی ضرورت ہے۔آج ہم کو اپنی دعوت کے مخاطبین جہاں

۔ اور جس عنوان کے تحت بھی میسر ہوان ذرائع وسائل اور عنوانات کا استعمال کر کے اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے

مختلف ایام کے عنوانات کی مناسبت سے جو تعلیمات اسلام کے پاس موجود ہیں وہ دیگر اقوام کو انکی اپنی زبان میں تیار کر کے پہنچائی جائے تاکہ جب ان کو ہر عنوان پر اسلامی حل یا تعلیمات موجود ملے تو کہیں نہ کہیں انھیں یہ احساس ضرور پیدا ہوگا کہ اسلام کے پاس ہر مسئلے کا حل یا ہدایات ور ہنمائی موجود ہے اور بعید نہیں کہ وہ مسلسل ومستقل کوشش سے اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور بھی ہو۔ کم سے کم یہ اس وقت تو کیا ہی جاسکتا ہے جب تک کہ ہم ڈومینشن نہ حاصل کر لیں اور اسلامی کلچر کو فروغ دینے کے لئے بڑے وسائل قدرت میں نہ آجائیں اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر ''یوم'' پر کچھ نہ کچھ بات کریں کیونکہ کچھ ''یوم'' توسراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف بھی ہیں اور

باطل طاقتوں کا ایجنڈہ بھی جس سے بچنے کی بھی ضرورت ہے۔اللہ کہنے سننے اور لکھنے پڑھنے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین) والسلام